ناموس

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۲۰۳



بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ناموس

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۰۳

مرتّبہ:
نوید ظفر کیانی

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام
https://archive.org/details/@nzkiani
nzkiani@gmail.com



موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۰۳



فہرست

نوید ظفر کیانیؔ

ہاشم علی خان ہمدمؔ





تعظیم احمد

محمدی کھیری یوپی

وہ ہمیشہ ہمیں محبوس ملے
زندگی سے سدا مایوس ملے

اُن کے دنیا میں کئی دشمن ہیں
بھیس بدلے کئی جاسوس ملے

دوستارے تو ہیں دشمن میرے
زائچے میں مرے منحوس ملے

دوست کہنے کو مرے سارے ہیں
جن کو پرکھا وہی کنجوس ملے

سارے کافر ہی تری دنیا کے
تیرے دربار سے مایوس ملے

سب شیاطین مری بستی کے
حرکتوں سے تری مانوس ملے

خوب تعظیم کو ڈھونڈھا میں نے
دشمنوں کے یہاں محروس ملے



حناؔور چشتی

وہ سب کا جگری یار تھا لیکن کنجوس تھا
پر ملک و قوم سے وہ ہوا نہ مانوس تھا

کرتا تھا باتیں پیار سے ہر اک کے ساتھ وہ
لیکن وہ شوقیہ بنا پھرتا جاسوس تھا

وہ جس نے شور ڈال کے لندن کیا قیام
لوٹا وہ ساتھ لوٹوں کے پکا منحوس تھا

اس نے خریدے ملک کے قاضی و محافظ
اس کی برائی کا ہوا ہر عکس معکوس تھا

بل ڈوز کر دیے گئے سب آئین و قانون
لگتا ہے ملک پاک ہوا دقیانوس تھا

وہ مرد آہن جس نے جگایا تھا قوم کو
جاگ اٹھی قوم دیکھا وہ محبوس تھا

جاگی ہوئی اِس قوم نے ہے یہ دکھا دیا
خاورؔ وہ سچا رہنما ہوا نہ مایوس تھا



ڈاکٹر حامد حسین سسوا

موتیہاری بہار

خالق جن و بشر خالق ہے وہ ناموس کا
خود کہاں میں ہوں محافظ نور کا فانوس کا

کہہ رہا ہے بدعقیدہ، ہوں پریشاں تب سے میں
جب سے دیکھا ہے کہیں چہرہ کسی منحوس کا

یاد ہے اہلِ کہف کا واقعہ ظلم و ستم
آ گیا لگتا ہے پھر سے دور دقیانوس کا

کیوں سمجھ پایا نہ خود کو خود سے کیوں بیزار ہو
حوصلہ رب نے عطا تجھ کو کیا قاموس کا

مانگنے آتی نہیں تجھ کو کبھی رب سے دعا
پڑھ لیا ہے درس کب سے جاہل و کنجوس کا

مغفرت ہوگی تمھاری رحم کی درخواست کر
ساتھ وہ دیتا نہیں ہرگز کسی مایوس کا

پوچھتے حامدؔ سے سب ہیں کس کی صناعی ہے یہ
خوشنما کس نے بنایا پنکھ یہ طاؤس کا





صداؔ کشمیری

سرینگر انڈیا

آواز گونجتی رہی جاسوس کے خلاف
تھا مختصر بیاں کسی منحوس کے خلاف

معلوم جب کیا وہیں الجھا ہے مسئلہ
تھا باپ حق پہ بیٹا تھا کنجوس کے خلاف

کہتے ہیں کام کر گیا جادو کسی پہر
تھے لوگ اشک بار اس افسوس کے خلاف

ہنگامہ گرم ہو گیا منصف کے آس پاس
قانون جھک گیا کسی مانوس کے خلاف

دینے کو تھا گواہی جو آدم کھڑا ہوا
ساری شہادتیں گئیں جاسوس کے خلاف

مظلوم تھا صدا جو سزا یوں سنائی ہے
حرکت میں طاقت آ گئی افسوس کے خلاف





عبدالغنی ماہرؔ

عشق و الفت کے نصابوں کو تو معکوس نہ کر
نفرتوں کے بھی چراغوں کو تو فانوس نہ کر

غم کے چنگل سے نکل کر چلی آئی ہے خوشی
شادمانی کو مرے دوست تو منحوس نہ کر

میں بہت دیر سے محبوب ترے در پہ کھڑا
اک نظر دیکھ مجھے پیار سے مایوس نہ کر

گر رقیبوں نے محبت کو غلط پیش کیا
سامنے یار کے رسوائی کو محسوس نہ کر

شیر کا بھیڑ سے کوئی بھی تقابل نہ ہوئے
بھیڑ کو شیر کی پوشاک سے ملبوس نہ کر

کہتا ہے کہنے دے اوباش، سیاکار کوئی
ایسی باتوں سے تو دل کو ترے مانوس نہ کر

دے کے الزام، حقیقت نہ بتایا پا کبھی
دیکھ زندان تو معصوم کو محبوس نہ کر

گر یہ ماہ سَرَ پہ نظر رکھنا ہے تو رکھ اے صنم
کام بربادیوں کا کوئی اے جاسوس نہ کر





نوید ظفرؔ کیانی

تیری آنکھیں فسانوں کافانوس ہیں
دل کے کتنے ہی رازوں کی جاسوس ہیں

اذنِ پرواز ملتا نہیں، کیا کریں
پر کشا ایک مدت سے طاؤس ہیں

کوئی ساعت مری ہمقدم کیا بنے
روز وشب اپنے زنداں میں محبوس ہیں

پھول عنبر فشانی کے قائل نہیں
خودنمائی کے رنگوں میں ملبوس ہیں

یہ بھی چہرہ ہے تیری ہی پہچان کا
تیری بے چہرگی سے بھی مانوس ہیں

لوگ ساحل پہ سہمے ہوئے ہیں سبھی
اور ہم ہیں کہ موجوں پہ محروس ہیں

آسماں بھی بلاتا تھا ہم کو کبھی
اب تو اپنی زمیں سے بھی مایوس ہیں

بس حقیقت ہے اک تیرا سودائے سر
واہمے ہیں جو یہ دشت و قاموس ہیں

کیسی منزل ہے جس کا سفر ہے ظفرؔ
زیرِ پا جتنے رستے ہیں معکوس ہیں





نوید ظفر کیانی

نظر آنے لگا ہے پیکرِ قابوس کوئی
fluffy لگ رہی ہے اب ہمیں قاموس کوئی

کسی عارض پہ اِتنی سرخیاں امڈی ہوئی ہیں
دکھائی دے رہا ہے سب کو یکسر روس کوئی

دعائیں بھی سنے تو اِس طرح سے چونک جائے
تھما دی ہو کسی نے اُس کو جیسے گھوس کوئی

کسی کوچے سے گزرا تو قدم تھم تھم کے رکھے
مری نظروں کو تِلکاتا رہا ملبوس کوئی

بنے گا دیکھنا اپنی گلی میں شیر کتا
رہے گا جب تلک اڈیالہ میں محبوس کوئی

بلیبنڈر آن کر کے ملک کا دے آئے حکماء
نکالے شوق سے ہم آپ کا اب جوس کوئی

گلہ ہو گا یہ حاتم طائی کی گھر والی کو بھی
مرے پلے پڑا ہے کس قدر کنجوس کوئی

رقیبوں سے دھنائی کا ہے خطرہ اس گلی میں
نقوشِ پا بنائیں زاویہ معکوس کوئی

رہے گی پہلوئے لنگور میں وہ حور جب تک
اُسے ملتا رہے گا ہر جگہ جاسوس کوئی

ابھی تک ہے وہی اپنی پرانی والی زوجہ
نہ دیکھا ہوگا میرے جیسا دقیانوس کوئی

ظفرؔ اسٹیج پر اک زلزلہ آیا ہوا ہے
ہے محوِ رقص خود کو جان کر طاؤس کوئی





ہاشم علی خان ہمدمؔ

آئینۂ ادراک سے مانوس کیا ہے
آنکھوں نے ترے خواب کو فانوس کیا ہے

سانسوں میں بسائی ہے ترے قرب کی خوشبو
احساس ترے پیار سے ملبوس کیا ہے

سیدھا نظر آتا ہی نہیں کوئی تماشا
منظر پہ ہر اک نقش کو معکوس کیا ہے

اوقات سے بڑھ کر بھی لہو خرچ کریں گے
کب دل کو ترے پیار میں کنجوس کیا ہے

اب کون تری سمت محبت سے چلے دل!
تو نے بھی کسی شخص کو مایوس کیا ہے

منسوب رکھی تجھ سے ہر اک راہ محبت
اک نام ترا شہر کی ناموس کیا ہے

چاہت کے در و بام سجائے ترے دم سے
اک دل ہے جو تیرے لیے مخصوص کیا ہے

مہکے ہیں ترے جسم کی خوشبو سے مسلسل
پھولوں کو ترے حسن کا جاسوس کیا ہے

ہر موڑ پہ رہزن کے حوالے ہمیں کر کے
ہر دور کے سالار نے مایوس کیا ہے

دل ناچتا پھرتا ہے تری راہ میں ہمدم
بے بال پرندے کو بھی طاؤس کیا ہے

ہمدم یہ سخن میرے لیے مشق نہیں ہے
لکھا ہے وہی دل سے جو محسوس کیا ہے



مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام	ناموس
مشاعرہ رنگ	منفرد قوافی مشاعرہ و نظم رنگ۔
وضاحت	یہ برقی کتاب بین الاقوامی ادبی تنظیم **موجِ غزل** کے فیس بک پر منعقد کردہ **مشاعرہ نمبر ۴۰۳** پر مشتمل ہے۔
کاپی رائٹ	جملہ حقوق بحق منتظمین محفوظ۔
اِجازت	اِس کتاب کو حوالہ جات یا غیر کاروباری نقطۂ نظر سے استعمال کیا جا سکتا ہے یا اِس کا اشتراک کیا جا سکتا ہے تاہم اِس میں کسی قسم کی کانٹ چھانٹ یا اس کی شکل تبدیل کرنے کی قطعی اجازت نہیں ہے۔ اِس کے لئے شاعر کی پیشگی اجازت از حد ضروری ہے۔
صفحات	۲۶
تاریخ مشاعرہ	۱۰ فروری ۲۰۲۴ئ
منتظمین	ہاشم علی خان ہمدمؔ، نوید ظفر کیانیؔ، روبینہ شاہین بیناؔ۔
پبلشر	مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔ اسلام آباد، پاکستان۔
برقی ڈاک	nzkiani@gmail.com
ارکائیو ربط	archive.org/details/@nzkiani

موجِ غزل

کے ہفتہ وار مشاعرے

- طرحی رنگ
- پابند ردیف رنگ
- اصنافِ سخن رنگ
- منفرد ردیف رنگ
- منفرد بحر رنگ
- اسم ہائے ربانی رنگ
- منفرد قوافی رنگ
- موضوعاتی رنگ
- مزاحیہ رنگ

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام